بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صہیونی اسرائیلیوں کی مسلم آزاری

(یروشلم کے مقاماتِ مقدسہ کی تخریب و توہین)

از جناب نعیم صدیقی صاحب

یہودیوں کے تاریخی کردار کا جائزہ لینے کے لیے میں کچھ عرصہ سے ایک مختصر سے مطالعاتی و تحقیقی منصوبے پر کام کر رہا ہوں۔ مطالعہ سے حاصل شدہ مواد مسالہ ایک انبار کی صورت میں جمع ہو گیا ہے۔ مزید مطالعہ (جس کا خاکہ بنا رکھا تھا) کا سلسلہ میں نے اس لیے روک دیا ہے کہ جو اہم معلومات و اقتباسات اب تک فراہم ہیں انہی کو ایک مقالے میں سمونا دردِ سر بن گیا ہے، کجا کہ اس کاغذی بوجھ میں مزید اضافہ کروں۔ میرا حال اُس مسافر کا سا ہے جسے متعدد مصروفیات دائیں بائیں سے گھیرے ہوئے ہوں اور جس کے سر پہ وقت کی کمی کے احساس کا کوڑا بار بار لہرا رہا ہو۔

اسی دوران میں الخلیل میں مسجد ابراہیمی کے خلاف اسرائیلیوں کی دراز دستی کا فتنہ اخبارات میں چھڑ گیا متعلق خبری مواد (اور بعض مضامین) کو پڑھ کر اندازہ ہوا کہ مسلم آزار صہیونیت کی طرف سے فلسطین، خصوصاً یروشلم میں مسلمانوں کے مقاماتِ مقدسہ اور مذہبی ادارات پر ہونے والی چیرہ دستیوں اور خرمستیوں کے متعلق ہمارے یہاں کچھ زیادہ معلومات اشاعت میں نہیں آسکیں۔ میں نے اپنے جمع کردہ مواد میں سے خاص اس موضوع پر اقتباسات لے کر یہ مقالہ مرتب کیا ہے۔ آج (مورخہ ۲۱ اگست) جبکہ یوم مسجد اقصیٰ منایا جا رہا ہے۔ میں ان اوراق کو اشاعت کے لیے ادارہ ترجمان القرآن کے حوالے کر رہا ہوں۔

چند تمہیدی اشارات میں کسی تعصب کے بغیر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قوم یہود جس کے کردار کی تصویر انجیل اور خود تورات میں بڑی عبرت آگیں دکھائی دیتی ہے، اور جس کے خلاف قرآن نے امامتِ اقوام اور شہداء علی الناس ہونے کے مقدس منصب سے معزولی کا فیصلہ دیتے ہوئے بہت ہی جامع اور مسکت چارج شیٹ لگایا ہے، اس

کا مجموعی تاریخی پارٹ میرے مطالعہ کی رُو سے بے حد گندہ اور مکروہ ہے۔ اس گروہ نے انسانیت کے بہترین فکری، اعتقادی، اخلاقی اور تہذیبی خزانوں کی بُری طرح لوٹ مچائی ہے اور اسے یہ کریڈٹ حاصل نہیں ہے کہ اس نے انسانی صلاح و فلاح کے لیے کوئی قابلِ قدر خدمات انجام دی ہوں۔

تورات کے یہود کا بگاڑ ہی کچھ کم نہ تھا، لیکن ایک ہزار سالہ دور گذار کر تورات کو گم اور مسخ کر دینے کے بعد یہودِ تلمود جس نئے سانچے میں ڈھل کر نمودار ہوئے اُس نے انہیں کچھ کا کچھ بنا دیا۔ تلمود کا دیا ہوا تصوّرِ خدا (جس کے سامنے عقیدۂ آخرت موجود نہیں ہے) بے حد مضحکہ انگیز ہے، اور اسی کے مطابق اُن کا تصوّرِ انسان اتنا خلافِ انسانیت ہے کہ اسے لے کر چلنے والی قوم اپنے دائرے کے باہر کے لوگوں کو نفرت و اذیّت کے سوا کچھ نہیں دے سکتی۔ تلمودی تعلیم یہود کو یہ سکھاتی ہے کہ تم خدا کے چہیتے اور لاڈلے ہو (خواہ تمہارے اعمال کیسے ہی ہوا کریں) اور باقی تمام انسان حیوانات (خنازیر، حشرات اور چوپائے) ہیں جن کو انسانی شکل اس لیے دی گئی ہے کہ تم (یعنی یہود) اُن سے خدمات لے سکو۔ غیر یہودیوں کے لیے گدھوں اور کتّوں کے الفاظ بھی استعمال کیے گئے ہیں[1]۔

حد یہ کہ تلمود کے خدا کی طرف سے یہود کو تخریبِ انسانیت کے لیے یہ کھلا لائسنس دیا گیا کہ وہ (غیر یہودیوں کی) ہر استوار عمارت کو مسمار کر دیں، ہر پاک کردار کو داغ لگائیں، تمام سرسبز نباتات کو جلا دیں، جہاں تک ان کی تلوار کی پہنچ ہو، مردوں، عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل کر دیں اور تمام غیر یہودی مذہبی پیشواؤں پر ہر روز لعنت برسائیں[2]۔ چنانچہ اسی بنا پر سرمایہ سے اکابر کے ضمیر خریدنے، جھوٹا پروپیگنڈا کرنے، مخالفین کو قتل کرنے، بچوں کا خون نکالنے اور جنگی حریفوں سے غیر انسانی سلوک کرنے کے جرائم ان میں فروغ پاتے چلے گئے۔

مسلمانوں کے خلاف یہود کے زہریلے جذبات یہود کو جملہ غیر یہودیوں سے عمومی عناد رہا ہے، اور جس ملک میں یہ رہے وہاں کے باشندوں کے لیے ان کا وجود عذاب بن گیا، لیکن علی الخصوص اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اس گروہ کا تاریخی اعمال نامہ پورے کا پورا سیاہ ہے۔ یہودیوں کی مسلم دشمنی کا آغاز نبی آخر الزماںؐ کے دور ہی سے بڑے زور شور سے ہوا۔ انہوں نے عقائد و احکام میں کٹ حجتیاں کیں، معاہدے توڑے، حضورؐ کے خلاف قتل کی

[1] الاستاذ نمر الخطیب۔ حقیقۃ الیہود والمطامع الصہیونیہ (مطبوعہ بیروت) ص ۱۶۔

[2] ایضاً، ص ۲۳۔

سازشیں بار بار کیں، جادو کے ٹونے ٹوٹکوں سے کام لیا، جنگی مواقع پر غداریاں کیں اور مسلمانوں کی جماعت کے حصار میں منافقین کو داخل کیا۔ پھر انہی لوگوں نے شکست کے انتقام کی آگ میں سلگتے مجوسیوں کا تعاون حاصل کرکے وہ سازشی فضا تیار کی جس میں تین خلفائے راشدین کی شہادت واقع ہوئی، دورِ عثمانیؓ میں اسی سازشی فضا کے بطن سے فتنوں نے جنم لیا اور یہی فتنے دورِ مرتضویؓ میں پورے برگ و بار لائے، یہاں تک کہ امام حسینؓ کے سر سے خون کی لہر گذر گئی اور ملت اسلامیہ کے حفاظتی بند کے اُس آخری ٹکڑے کو توڑ کر عجمی بادشاہت مسند آرا ہوگئی۔ یہی وہ دور ہے جس میں عبداللہ بن سبا نے اعتقادی تخریب کے لیے تفرقہ کے ایسے بیج مسلمانوں میں بوئے کہ آج تک ہمارے یہاں فصلِ افتراق اُگتی چلی آتی ہے اور مسلسل کانٹے پھیلاتی ہے۔ اس شخص نے وہ راستہ کھولا جس سے خارجیت، باطنیت، بہائیت، بابیت، قادیانیت اور انکارِ سنت جیسے تباہ کن فتنے مسلم معاشرے میں داخل ہوتے رہے[۵]۔ تاریخ میں دوڑ دھوپ کرکے مختلف اشخاص سے ملنے اور مختلف اشغلے اُٹھانے اور وحدتِ اسلامی کو ختم کرنے کے لیے اس کی حرکات کا ریکارڈ ہے۔

بیچ کی تاریخ کی تفاصیل دینا مشکل ہے۔ بس یہود کی مسلمانوں پر اس آخری بڑی کرم فرمائی کی یاد تازہ کرنا ضروری ہے کہ یہی لوگ سلطان عبدالحمید کی معزولی کا باعث بنے کیونکہ سلطان نے یہودیوں کی طرف سے بھاری قیمت کی پیشکش کے باوجود فلسطین کو ان کے ہاتھ بیچنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا تھا کہ یہ میری ملک نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کی امانت ہے اور اس کا ایک بالشت بھر ٹکڑا بھی کسی کو دینے کا مجھے اختیار نہیں ہے۔ اور پھر انہی یہود نے کچھ باہر سے اثرات ڈال کر، کچھ فری میسن تحریک کے پردے میں سازش کرکے، اور کچھ اپنے دونمہ گروہ (ظاہراً مسلمان، اندر سے یہودی) کو مسلمانوں کے اندر گھسا کر ترک نوجوانوں کو اتحاد و ترقی کے جھنڈے تلے الحاد و تجدد اور

---

[۵] عبداللہ بن سبا کے متعلق حسب ذیل کتب ملاحظہ ہوں:۔

(۱) الطبقات الکبریٰ لابن سعد، المجلد الثالث مطبوعہ بیروت ۱۹۵۷ء ص ۳۲۵۔ (۲) البدء والتاریخ ۵: ۱۲۹۔

(۳) المیزان ۲: ۲۵۹ (۴) تہذیب ابن عساکر ۷: ۴۲۸

(۵) MARYAM JAMEELAH ISLAM VERSUS AHLUL KITAB PP. 78, 309.

مغربیت کی راہ پر ڈال اسلام کے بچے کھچے آثار کو ملیا میٹ کرنے کے لیے استعمال کیا۔ سازش کی اس چکی میں مسلمانوں کی نہایت قیمتی شخصیتیں پیس گئیں، حتیٰ کہ انور پاشا جیسے خادمِ اسلام کے لیے جدید ترکی کی فتح شکست کا پیغام لائی، اور ترکی کی بہت سی قوت بعد کے سالوں میں اسلام اور مغربیت کی کشمکش میں کھپ گئی، جس کا سلسلہ ابھی تک پوری طرح ختم نہیں ہوا۔

تاریخِ ماضی کے بعد تاریخِ مستقبل کی ایک جھلک اُن توسیعی عزائم میں دیکھی جا سکتی ہے جن کی زد میں مسلم ممالک اور خاص طور پر مدینہ طیبہ جیسا مقدس مقام آتا ہے۔ ۱۸۹۶ء میں صہیونیت کے بانی مبانی تھیوڈور ہرزل (THEODORE HERZL) نے اپنی کتاب یہودی ریاست (DER JUDENSTAT) میں لکھا ہے کہ ریاست کی شمالی سرحدیں ترکی میں (CAPADOCIA) کے سامنے تک ہوں گی اور جنوب میں نہر سویز تک[۲]۔ پیرس کی امن کانفرنس ۱۹۱۹ء کے سامنے صہیونی وفد نے مجوزہ ریاست کا جو خاکہ پیش کیا وہ پورے فلسطین، اردن، شام کی گولان کی پہاڑیوں، جنوبی لبنان اور سینا کے کچھ علاقوں پر مشتمل تھا[۳]۔ سابق صدر امریکہ روزویلٹ کے ذریعے سلطان عبدالعزیز ابن سعود کو اس مقصد کے لیے مالِ کثیر کی ناکام پیشکش کی گئی کہ یہود کو نیل اور فرات کے درمیانی علاقے اور شمالی حجاز مع مدینہ منورہ پر قبضہ کرنے دیا جائے[۴]۔ اپریل ۱۹۴۸ء میں امریکی جریدہ نیویارک ٹائمز میں ایک یہودی لیڈر (ابن ہجنت) نے مقالہ لکھا جس میں اس مقصد کے لیے ایک مضبوط فوج کی تیاری کی دعوت دی گئی کہ مدینہ منورہ پر قبضہ کر کے (العوذ باللہ) مسجد نبوی اور روضۂ مقدسہ کو ڈھا دیا جائے، تاکہ عربوں اور مسلمانوں کو ذلیل کیا جا سکے۔ یہودیوں کی طرف سے صاف الفاظ میں کہا گیا کہ ہم وہاں (مدینہ و خیبر) سے مسلمانوں کو نکال باہر کریں گے، جہاں سے مسلمانوں نے ہم کو نکالا تھا[۵]۔

اسرائیلی ریاست کے قیام کے بعد یہودی حکومت کے زیرِ اہتمام مسلمانوں کی دل آزاری کی بے حد شنیع حرکت

---

[۱] یہ قصہ عرب مصنفوں کی کتابوں کے علاوہ بہت سی مغربی کتابوں اور رپورٹوں میں بڑی وضاحت سے درج ہے۔ ضرورت کے لیے صرف ایک حوالہ: الاستاذ نمر الخطیب۔ حقیقۃ الیہود ..... ص ۴۴ تا ۴۶۔

[۲] PROF. ISMAIL ZAYID - PALESTINE A STOLEN HERITAGE (1974) P-18

[۳] IBID P-18

[۴] الاستاذ محمد الغزالی ..... الاستعمار ص ۳۸۳ [۵] بن گوریان ۱۹۴۸ء (حوالہ ازم و فاروقی)

یہ ہوئی کہ نہایت اعلیٰ درجے کے کاغذ پر مغربی جرمنی سے قرآن کا تحریف شدہ نسخہ طبع کرایا گیا اور پھر مسلم ممالک میں تقسیم کر دیا گیا۔ عربی اخبار الدعوۃ ۔ ۱۵ر جولائی ۱۹۶۸ء کے بیان کے مطابق حقیقت کا انکشاف ہونے پر اضطراب پھیلا اور صرف انڈونیشیا میں یہودی قرآن کی ۲۵ ہزار کاپیاں جمع کر کے تلف کی گئیں[۱]۔

ادھر حال ہی میں شرائنرز (SHRINERS) کی رکیک حرکت برسرعام آئی ہے۔ اس سلسلے میں سب سے اچھا اور معلوماتی مضمون کیپٹن ممتاز ملک کے قلم سے شائع ہوا ہے۔ شرائنرز کی تنظیم فری میسن تحریک کی ایک شاخ ہے اور اس کا ایک بڑا مقصد مسلمانوں کی دلآزاری ہے۔ اگرچہ اپنی مقبولیت بڑھانے کے لیے یہ چندے جمع کر کے اپاہج بچوں کے لیے ۲۲ ہسپتال چلا رہی ہے۔ اس کا آغاز کینیڈا کے شہر ٹورنٹو سے ہوا۔ آجکل اس کا بین الاقوامی ہیڈکوارٹر شکاگو میں ہے۔ اس کے تحت ۲۵ ہزار کلبیں ۱۷۴ روحانی معابد (SHRINES) سے منسلک ہیں۔ سالانہ بجٹ قریباً ۳ کروڑ ۲۰ لاکھ ڈالر ہے۔ اس میں بہت بڑے بڑے اکابر شامل ہیں اور امریکہ کے بیشتر صدر تک شریک ہوتے ہیں۔ مندروں یا معابد کے نام مسلم مقامات مقدسہ اور محترم شخصیتوں کے ناموں پر رکھے گئے ہیں۔ مثلاً مکہ، مدینہ، مسلم، ولی، القرآن، محمد، علی، صلاح الدین وغیرہ۔ اپنے جلوس میں یہ ایسی ٹوپیاں پہنتے ہیں جن پر ایسے نام درج ہوتے ہیں جو مسلمانوں کے لیے محترم ہیں، اور پھر یہ شراب نوشی اور رقص اور دوسری بیہودہ حرکات کرتے ہیں[۲]۔

پاکستان کے متعلق یہود کے عزائم بد یہود کی مسلم دشمنی کا بیان طویل ہو گیا، مگر بس ایک چیز اور درج کرنا ضروری ہے۔ صہیونیت نواز اسرائیلی پاکستان کے بارے میں جو نقطۂ نظر رکھتے ہیں، وہ یوں تو ایک واضح حقیقت ہے، مگر ذمہ داری کے مقام سے ذیل کا قطعی اعلان ایسا ہے کہ اس سے ہر پاکستانی کو باخبر ہونا چاہیے۔

برطانیہ میں صہیونی تحریک کے ترجمان یہودی جریدے جیوئش کرانیکل مورخہ ۹ر اگست ۱۹۶۷ء میں بن گوریان کا ایک لیکچر شائع ہوا جو ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیلی جنگ کے بعد پیرس کی ایک یونیورسٹی میں دیا گیا۔ اس میں واشگاف طور پر کہا گیا کہ:-

"عالمی تحریکِ صہیونی کو پاکستان کی طرف سے درپیش خطرے سے غافل نہ ہونا چاہیے ...... اب

---

[۱] ملاحظہ ہو: M. W. GARDIN - VOICE OF ISLAM V. XVII, NO:3, P. 6.

[۲] نوائے وقت ۱۰ر اگست ۱۹۷۵ء

پاکستان اس تحریک کا اوّلین ہدف ہونا چاہیے، کیونکہ یہ اُصولی ریاست (IDEALOGICAL STATE) ہماری بقا کے لیے خطرہ ہے...... پاکستان سرتا سر یہودیوں سے نفرت کرتا ہے اور عربوں سے محبت رکھتا ہے۔ عربوں کی یہ (پاکستان کی طرف سے) محبت ہمارے لیے خود عربوں سے زیادہ خطرناک ہے۔ اس بنا پر عالمی صہیونیت کے لیے حد درجہ لازم ہے کہ اب وہ پاکستان کے خلاف فوری اقدامات کرے۔"

(اس اعلان اور پاکستان کے دولخت ہونے میں صرف سوا تین سال کا دفقہ ہے۔ صدیقی)

اس کے ساتھ گوریان صاحب اس قوت کی طرف توجہ فرماتے ہیں جس سے تعاون کر کے پاکستان کو ہدف بنایا جا سکتا ہے۔

ہندوستانی جزیرہ نما کے باشندے ہندو ہیں، جن کے دل پچھلی تمام تاریخ میں مسلمانوں کے خلاف نفرت سے بھرے رہے ہیں۔ اس لیے انڈیا پاکستان کے خلاف کام کرنے کے لیے ہمارے حق میں بہترین میدان ہے۔ یہ ضروری ہے کہ ہم اس میدانِ کار سے پورا فائدہ اٹھائیں اور پاکستانیوں پر ضرب لگا کر ان کو کچل دیں، جو اپنے کھلے اور چھپے منصوبوں کی رُو سے یہودیوں اور صہیونیت کے دشمن ہیں[1]۔

اسرائیلی ریاست صہیونیت اور مسلم دشمنی کا مظہر ہے

اسرائیلی ریاست کا پورا وجود مسلم دشمنی کا مظہر ہے۔ اسرائیلی ریاست صہیونیت اور برطانیہ کے ساز باز کی ناجائز اولاد ہے۔ بقول گلب پاشا ایک وطن اصل آبادی سے چھین کر غیر ملکیوں کے حوالے کر دیا گیا[2]۔ ۱۹۶۱ء تک گیارہ لاکھ سے زائد عرب نکالے گئے اور ۱۶ لاکھ یہودی باہر سے لائے گئے[3]۔ ۱۹۱۸ء میں فلسطین میں مسلمان عربوں کی آبادی ۵ لاکھ ۴۷ ہزار، عیسائی عربوں کی ۷۰ ہزار اور یہودیوں کی ۵۶ ہزار تھی۔ کل آبادی میں یہود کا تناسب صرف ۸ فیصد تھا۔ ۱۹۴۶ء میں اسرائیلی ریاست بننے سے پہلے ہی آبادی کا نقشہ یوں تبدیل ہو گیا: عرب مسلمان (نسلی اضافہ) ۱۲ لاکھ ۳۷ ہزار ۸ سو ۳۰۔ عیسائی عرب ۱ لاکھ ۴۵ ہزار ساٹھ۔ یہودی ۶ لاکھ ۸ ہزار دو سو تیس اور دوسرے لوگ دس ہزار ایک سو ایک۔ یعنی یہودی ۳۱ فیصد ہو گئے۔ مسلمان اور عیسائی عربوں کا مجموعی تناسب ۹۲٪ سے گھٹ کر ۶۹٪ ہو گیا۔ اور اب ۱۹۷۰ء میں یہودی آبادی ۱۹ لاکھ ۲۰ ہزار ۵ سو ساٹھ

---

[1] QUTUBUDDIN AZIZ MISSION TO WASHINGTON (KARACHI, JANUARY 1973) P 58

[2] مشرق وسطیٰ کے زخم (اُردو ترجمہ از آبادشاہ پوری) ص ۵۸۔

[3] ملاحظہ ہو۔ A STATEMENT OF ARAB DELEGATION (BEFORE U.N.O) PP. 8, 9.

تک پہنچ گئی ہے جس کا تناسب ۸۸ فیصد ہے[1]۔ ۱۹۱۸ء اور ۱۹۲۶ء کے اعداد و شمار سے واضح ہے کہ مسلمان عربوں کا تناسب بہت زیادہ ہے اور ظلم کا زیادہ سے زیادہ نشانہ وہی بنے ہیں۔

اِن کو فلسطین سے نکالنے اور ان کی زمینیں چھیننے کے لیے متعدد مستبدانہ قانون بنا کر اُن کو غیر قانونی طریقوں سے استعمال کیا گیا۔ ستمبر ۱۹۵۳ء میں اسرائیلی وزارت مالیات نے ۵۴ ایسے احکام جاری کیے جن کی رُو سے شمالی فلسطین کی ۴۰ دیہی آبادیوں میں عربوں کے بڑے بڑے قطعات الارضی ان سے چھین لیے گئے جن کی مجموعی مقدار ۳۰ ہزار ڈونم (DUNUMS) بنتی ہے[2]۔ پھر دہشت گردی کرنے والی تنظیموں[3] اور سرکاری محکموں اور افسروں نے طرح طرح سے خوف اور بے بسی کی فضا پیدا کر دی۔ اندھا دھند عربوں کی گرفتاریاں کر کے انہیں حوالات اور جیلوں میں جس طرح کی ذلیل اور شرمناک اذیتوں اور عقوبتوں سے گذارا جاتا ہے ان کا ذکر محمد الغزالی نے اپنی کتاب الاستعمار (ص ۳۸۱ تا ۳۸۳) میں کیا ہے۔ صرف ۱۹۴۷ء میں تشدّد اور بہیمیت کے جو کرتوت ہوئے ہیں ان کا ریکارڈ گھناؤنا ہے۔ اور ایک تازہ کتاب میں آگیا ہے[4]۔

مسلمان فلسطینی عربوں کی اس روئیداد الم کا سب سے کرب انگیز ورق وہ ہے جس پر یہود کی طرف سے مسلم معابد و مقابر پر چیرہ دستیوں کا ریکارڈ درج ہے۔ اسی کو میں یہاں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ مگر پہلے ذرا سا ذکر اُن کارروائیوں کا بھی ہو جائے جو عیسائی معابد کے خلاف کی گئیں۔

عیسائی معابد کی توہین | مسلمانوں کے بالمقابل بالعموم عیسائی یہودیوں کا ساتھ دیتے رہے ہیں، (باقی بر صفحہ ۴۴)

---

[1] برطانوی انتدابی حکومت اور فلسطین کمیشن کی رپورٹوں کے ان اعداد و شمار کے لیے حوالہ:- PROFESSOR ISMAIL ZIYID — PALESTINE A STOLEN HERITAGE (1974), P 31.

[2] STATEMENT OF ARAB DELEGATION, P 8, 9.

[3] انگریزوں کی طرف سے قرطاس ابیض (۱۹۳۹ء) شائع ہونے پر برافروختہ صہیونیوں نے ہگانا (HAGANA)، ارگن (IRGUN) اور سٹرن (STERN) نامی دہشت گرد تنظیمیں قائم کیں جو بعد میں نشوونما پاگئیں۔ ZIONIST LEADERS CONSPIRE PUBLISHED BY ARAB DELEGATION, (NEW YARK—1966) P. 29.

[4] COLONEL NANTANEL LORCH (ONE OF THE ZIONIST OFFICER IN THE INVASION) "EDGE OF THE SWORD."